انبیاء دنیا میں آئے اور طرح طرح کی تکالیف برداشت کیں صرف خدا کی خوشنودی کیلئے اور اس لئے کہ یہ زندگی فانی ہے اس کی تکالیف دار البقا کے عیش و آرام کے مقابل میں ہیچ ہیں مگر جب ان کو ان کے فعل کا پورا بدلہ اور ان کے دشمنوں کو پوری سزا نہ ملی تو ظلم ہوا حالانکہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ۔ خدا بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ دوسری آیات میں بھی خالدین فیہا ابدا کا لفظ موجود ہے جو صاف طور سے یہ بتلاتا ہے کہ اہل جنت۔ جنت سے کبھی نہ نکالے جائیں گے مگر یہ امکان تھا کہ جنت میں رہتے رہتے طبیعت گھبرا جائے اور خود نکل جائیں اسکو دوسری آیت میں باتم و احسن وجوہ بیان فرمادیا۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ۔ اس آیت میں مزید یہ فرمایا گیا کہ یہ لوگ خدا کے مہمان کی حیثیت سے جنت میں مقیم ہوں گے۔ اور مہمان کی نہ کوئی شخص بے عزتی کرتا ہے اور نہ اس کو نکالتا ہے پس معلوم ہوا کہ جنتی جنت سے نکالے نہ جائیں گے مگر مہمان چونکہ ایک عرصہ تک رہ کر چلے جاتے ہیں اس لئے ہو سکتا تھا کہ جنتی بھی کچھ عرصہ جنت میں رہ کر چلے آئیں یہاں اس کی بھی نفی کردی کہ وہ لوگ وہاں سے خود بھی نہ جائیں گے۔ ہمارے خیال میں جو شخص ان روشن آیات کو سنے گا اس کو سوائے سرخم کرنے کے اور کوئی چارہ کار نظر نہ آئے گا ہاں اگر کوئی شخص اس کے بعد بھی اس کے تسلیم کرنے سے سرتابی کرے گا تو معلوم ہونا چاہئے کہ ہمارے پاس ادلہ کی کمی نہیں ہے ہم نے اپنے مضمون میں بہت اختصار سے کام لیا ہے تاکہ ناظرین کی پریشانی طبع کا باعث نہ ہو۔ خدا ہم سب کو راہِ مستقیم پر گامزن کردے۔ آمین۔

اخلاق اور تعلیم نبوی

(از مولوی عبد الشکور لسکوہری متعلم دار الحدیث رحمانیہ)

یہ امر کسی باخبر انسان پر مخفی نہیں کہ آنحضورؐ نے جب اہل قریش کو اسلام کی تعلیم دی اور ان جانوروں کو جو بظاہر انسانی لباس میں ملبوس تھے دین حق کی طرف بلایا تو ان کی اخلاقی تمدنی حالت نہایت ناگفتہ بہ تھی وہ لوگ اپنی اولاد کو بدست خود زندہ درگور کردیا کرتے تھے۔ اور جانوروں سے بھی بدتر تھے کیونکہ کوئی چوپایہ اپنے بچہ کو ہلاک کرنا نہیں چاہتا بلکہ کسی موذی کے حملہ میں اس کی جان توڑ حفاظت کرتا ہے مگر اہل عرب اپنی اولاد کو چند مٹھی ریت کے تلے بدست خود دفن کردیا کرتے تھے وہ مادرِ نامہربان اپنی گود کو طرح نفرت سے خالی کرتی تھی جیسے کوئی سانپ جننے والی عورت سانپ کو دور پھینکتی ہو۔ چنانچہ حالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں شعر ؎

جو ہوتی تھی پیدا کسی گھر میں دختر ... تو خوف شماتت سے بے رحم مادر
پھرے دیکھتی جب تھی شوہر کے تیور ... کہیں زندہ گاڑ آتی تھی اس کو جا کر
یکایک ہوئی غیرتِ حق کو حرکت ... بڑھا جانبِ بوقبیس ابر رحمت

ایسی قابل رحم حالت میں پیکر رحمت مبعوث ہوتے ہیں ؎

عجم میں زلزلہ نوشیرواں کے قصر میں آیا عرب میں شور تھا جس وقت اسکی آمد آمد کا

آپ اپنے ساتھ وہ اعلیٰ درجہ کا معجزہ لائے جس سے دنیا تاریکی کی جہالت سے نکل کر علم کے نور سے منور ہوئی آپ نے جسوقت توحید کا اعلان کیا تمام قبائل میں مخالفت کی ایک فوری آگ بھڑک اٹھی عرب کا بچہ بچہ آپ کی مخالفت پر آمادہ ہوگیا اور آپ کے متبعین کی ایذا رسانی میں ایک دقیقہ بھی نہیں چھوڑا۔ مگر کچھ دنوں کے بعد ان کی حالت میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہوگیا تمام کو انسانوں کی صف میں لاکر کھڑا کر دیا اور ان میں اخلاقی روح پھونک دی غور کرنے کا مقام ہے کہ یہ انقلاب عظیم اور یک لخت کایا پلٹ ہوجانے کی وجہ کیا تھی اس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ آپ معلم اخلاق حسنہ تھے آپ نے اپنی بعثت کی یہی غایت بتلائی چنانچہ ارشاد فرمایا۔ انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق۔ یعنی میں مکارم اخلاق کے اتمام کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں آپ میں یہ وصف بدرجہ اتم پایا جاتا تھا قرآن مجید اس کی تائید کرتا ہے۔ ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک ۔ اے نبی اگر آپ شقی القلب ہوتے تو آپ کے اردگرد لوگ جمع نہ رہتے۔

نیز اسلام کی اشاعت ایسے ملک میں ہوئی جہاں کوئی قانون و حکومت نہ تھی جہاں کے باشندے وحشت و غارتگری میں درندوں کے مشابہ تھے۔ قتل و خونریزی ایک معمولی بات سمجھی جاتی تھی۔ ان لوگوں میں ایسی چیز کو پیش کرنا جو تمام ملک کے نزدیک عجیب اور جملہ قبائل میں مخالفت کی فوری آگ لگا دینے والی ہو پھر ایسی حالت میں اس کا سرسبز و شاداب ہونا بجز تائید ربانی کے اور کیا ہوسکتا ہے اور یہ داعی حق کی اکملیت اخلاق کی صریح دلیل ہے آپ شاہ عالم ہونے کے باوجود بہائم کو بدست خود دانہ وچارہ ڈالتے بچوں میں گذرتے پہلے خود سلام علیکم فرماتے ان کے سروں پر دست شفقت پھیرتے۔ آپ کے فرزند حضرت ابراہیم کا انتقال ہوجاتا ہے جو ابھی شیرخوار ہی پی رہے تھے ان کی وفات پر آپ کو بہت ملال ہوا آنکھوں میں آنسو بھر آئے فرماتے ہیں آنکھوں میں نم ہے اور دل میں غم ہے مگر پھر بھی میں وہی کہوں گا جو میرے پروردگار کو پسند ہے۔ فرماتے ہیں ابراہیم مجھے تمہاری وفات پر بہت رنج ہے۔ ناظرین غور کرنے کا مقام ہے آپ نے کتنی بڑی تعلیم دی اور ہم کو کتنی بڑی اخلاقی تعلیم کی طرف توجہ دلائی یعنی اگر کوئی خویش اقارب میں سے رحلت کر جائے اس وقت ہم پر لازم ہے کہ صبر کے دامن کو نہ چھوڑیں اور خلاف شرع شور و غوغا نہ کریں۔ جیسا کہ آج کل عام طور سے دستور ہوگیا ہے۔ ایک دفعہ ابن مسعودؓ آپ کو قرآن مجید سنا رہے تھے جب اس آیت پر پہونچے۔ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ۔ آپ فرماتے ہیں ٹھہرو! حضرت ابن مسعودؓ نے دیکھا آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ اس موقعہ پر رحمۃ اللعالمین نے قرآن کی آیت تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربھم کو عملی جامہ پہنا کر تمام عالم کو تعلیم دی مگر فی زمانہ ہم دیکھتے ہیں ہم پر قرآن کی بے شمار آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں مگر ہمارا قلب ذرا سا بھی متاثر نہیں ہوتا اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ ہمارے دلوں میں نور ایمانی باقی نہ رہا ہم نے آپ کی تعلیم کو پس پشت ڈال دیا۔ آپ کی ناقہ کا نام عضبہ تھا کوئی جانور اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا تھا۔ ایک دفعہ ایک بدو اپنی سواری پر آتا ہے اور ناقہ سے آگے بڑھ گیا صحابہ پر یہ بہت شاق گذرا آنحضورؐ نے فرمایا دنیا میں خدا کی یہ عادت جاریہ ہے اگر وہ کسی کو اونچا کرتا ہے تو اسے نیچا بھی دکھاتا ہے۔ سبحان اللہ کتنے اعلیٰ پیمانہ کی تعلیم دی اگر خداوند تعالیٰ